قدامہ بن جعفر الکاتب

(نقد الشعر طبع جدید)

(جناب مولانا ابو محفوظ الکریم صاحب معصومی لکچرر اسلامی تاریخ مدرسۂ عالیہ۔ کلکتہ)

تمہید: کتاب نقد الشعر کو ادبیاتِ عرب کے حلقوں میں اس کی منفرد حیثیت کی وجہ سے ہر دور میں شہرت و مقبولیت حاصل رہی ہے۔ قدامہ بن جعفر سے پیشتر عربی ادب کے نمایندہ اہلِ قلم اس میں شک نہیں کہ اپنے فن کے مختلف شعبوں پر ہزاروں صفحات لکھ چکے تھے لیکن انتقاد کا شعبہ ان میں سے بعض تجدد پسند اشخاص کی توجہ کے باوجود نظم و ضبط سے عاری رہا۔ عرب روایات سے یہ حقیقت واشگاف ہوجاتی ہے کہ جس طرح شاعری ان کی فطرت میں ودیعت تھی اس کی پرکھ کا ملکہ بھی ان کی طبیعت میں موجود تھا جس سے عرب خواتین بھی مستفیض تھیں، ام جندب طائیہ[1] اور ماویہ[2] کے نام مثال کے لئے کافی ہوں گے۔ دورِ اول کے ادبار سے ایسی روایتیں محفوظ ہیں جن سے ان کی انتقادی صلاحیتوں کا بآسانی اندازہ کیا جاسکتا ہے لیکن ان کے پاس ذوق و وجدان کے علاوہ نقدِ کلام کے لئے کوئی خاص آلہ نہ تھا۔ ایک موقع پر یونس یا خلف الاحمر سے کسی نے سوال کیا تھا کہ

"بم[3] تعرف الشعر الجید من الردی" تم کیسے اچھے اور برے اشعار کو پہچان لیتے ہو؟ جواب دیا فقال بالشتشقلة" "شتشقلہ" کے ذریعہ (یعنی جیسے کھرے اور کھوٹے سکوں کی پہچان تول سے ہوجاتی ہے۔

طبقۂ قدیم کے ادبار کی ناقدانہ صلاحیتوں کی پختگی تو مسلم ہے لیکن ان کے پاس نقدِ کلام کے وہ اصول نہیں

---

[1] امرؤ القیس اور علقمہ بن عبدہ معروف بہ الفحل کی شعری مسابقت میں یہی حکم مانی گئی تھی۔ واقعہ کی تفصیل کے لئے دیکھو (الشعر والشعراء ص۵۵ طبع مصر ۱۹۳۲ء) شرح دیوان امرئ القیس از زیر ابی بکر عاصم بن ایوب (ص۵۵ مصر ۱۳۲۳ھ) الاغانی ج ۷/ ۱۴۱ (۲) دیکھو الامالی للزجاجی ص۶۰ مع حاشیہ الاغانی ج ۱۲/ ۱۰۱ [3] الجمہرۃ: ابن درید ج ۳/ ۳۴۴؛ المزہر السیوطی: ج ۱/ ۱۶۴ (مصر ۱۳۲۵ھ)۔

تھے جن کو علمی میزان کا درجہ حاصل ہوتا۔ اصمعی، جمحی، ابن قتیبہ، ثعلب اور ابن المعتز کی ناتمام کوششوں کے مقابلہ میں قدامۃ بن جعفر الکاتب کی تالیف نمایاں طور پر ایک خاص نظامِ فکر کے ماتحت نظر آتی ہے جس کے ذریعہ پہلی دفعہ عربی ادب کے شعبۂ انتقاد کا معیار قائم ہوتا ہے۔ قدامہ ایک درجن سے زیادہ کتابوں کا مصنف ہے اور ان میں سے بعض کتابیں نقد الشعر سے بھی کچھ بڑھ کر تھیں تاہم اسے جو زندگیِ جاوید حاصل ہوئی اس میں نقد الشعر سے زیادہ شاید کسی اور کتاب کا حصہ نہیں ہے۔

نقد الشعر پہلی دفعہ ۱۳۰۲ھ میں مطبع الجوائب استنبول سے شائع ہوئی تھی۔ مطبوعات کی دنیا میں قدامہ کی پہلی کتاب یہی تھی۔ اس کے بعد ۱۳۰۶ھ میں اس کی اہم کتاب۔ "الخراج وصناعۃ الکتابۃ" کا منتخب حصہ مشہور مستشرق دخویہ (de Goeje) نے ابن خرداذبہ کی کتاب المسالک والممالک کے اخیر میں مطبعہ میسو بریل لیدن سے شائع کیا تھا۔ یہ انتخاب کتاب الخراج وصناعۃ الکتابہ کی دوسری جلد سے کیا گیا تھا جس کا منفرد نسخہ استامبول کے کتب خانہ کوپرولو میں محفوظ ہے۔ اس کے بعد جواہر الالفاظ اور نقد النثر دو کتابیں علی الترتیب ۱۳۵۱ھ اور ۱۳۵۹ھ میں قدامہ کی نسبت سے شائع کی گئیں، اول الذکر کی نسبت قدامہ کی طرف غالباً صحیح ہے۔ لیکن نقد النثر کو اس کی تالیف قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں ہے آیندہ اس مسئلہ کی وضاحت حسبِ موقعہ ہوگی۔

الجوائب کی اشاعت کے بعد کتاب نقد الشعر دو بار مصر میں (۱۳۵۲ھ و ۱۳۶۲ھ) اور دو بار لکھنؤ میں طبع ہوئی۔ لیکن یہ سب اشاعتیں الجوائبی نسخہ کی نقل سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی ہیں۔ غرض یہ کتاب فنی اہمیت کے باوجود جس حد تک محتاجِ خدمت تھی اس کی نوبت ہی نہ آسکی تھی۔ یا جن لوگوں نے اس کی شرح و تصحیح کی طرف توجہ کی ہوگی ان کی کوشش کا نتیجہ منظرِ عام پر نہ آسکا تھا چنانچہ استاذ عبد الرحمن کاشغری مدظلہ نے اس کی باضابطہ شرح و تصحیح دو ضخیم جلدوں میں کی تھی اور اس کا نام محک النقد[1] رکھا یہ کارنامہ ادبی حلقوں میں بڑا ہی جلیل و وقیع ثابت ہوتا لیکن اس کی اشاعت کا موقعہ استاذ محترم کو اب تک نہیں ملا ہے۔ متقدمین میں سے عبد اللطیف البغدادی (م ۶۲۹ھ) نے نقد الشعر کی شرح لکھی تھی

---

[1] الزہرات: (مقدمہ از مولانا مسعود عالم ندوی مرحوم)

جس کے اقتباسات عبد القادر البغدادی کی خزانۃ الادب[1] میں درج ہیں۔ اس شرح کا نام کشف الظلامہ تھا۔ میرا خیال ہے کہ بغدادی نے اس کتاب میں نقد الشعر پر نقض و ایراد کرنے والوں کے جواب پر زیادہ توجہ کی ہوگی جس کا اندازہ اس کے نام سے ہوتا ہے۔ اس سے پیشتر ابو القاسم الحسن بن بشر الآمدی (م ۳۷۱ھ) نے نقد الشعر کی رد میں مستقل رسالہ مرتب کیا تھا جس کا حوالہ اس کی مطبوعہ کتاب "الموازنۃ بین ابی تمام والبحتری"[2] میں بھی ملتا ہے اور ابن رشیق (م ۴۶۳ھ یا ۴۵۶ھ) نے اس موضوع پر "تزییف نقد قدامۃ"[3] تالیف کی۔ اخیر میں ابن ابی الاصبع العدوانی (م ۶۵۴ھ) نے قدامہ اور اس کے معترضین میں محاکمہ کی کوشش کی جس کے نتیجہ میں "المیزان فی الترجیح بین کلام قدامۃ وخصومہ"[4] قید تحریر میں آئی۔ العدوانی کے پیش نظر مقدم الذکر رسائل تھے اور اس سلسلہ کی آخری کڑی میرے علم میں خود العدوانی کی تالیف تھی۔ اب ایک طویل وقفہ کے بعد عصر حاضر کے فضلاء نے نقد الشعر کو اپنے مطالعہ کا موضوع قرار دیا ہے۔

نقد الشعر طبع جدید: الجوائب کی اشاعت پر تقریباً ۷۴ سال گذرنے کو تھے کہ ایک ڈچ فاضل س۔ا۔ بونیباکر (S-A-BONEBAKKER) کی سعی مشکور سے نقد الشعر کا تازہ ایڈیشن، ای۔ جی۔ بریل (E-J-BRILL, LEIDEN) کا مطبوعہ، یورپ کی مخصوص تصحیح و تحقیق سے آراستہ ہمارے پیش نظر ہے۔ اس اشاعت کا اہتمام دخویہ فنڈ (DE GOEJE FUND) کی جانب سے کیا گیا ہے جو اس معروف مستشرق کی یادگار میں قابل قدر کتابوں کی اشاعت کے لئے قائم ہے۔ نقد الشعر اس سلسلہ کی سترہویں کتاب ہے جو ۱۹۵۶ء میں شائع کی گئی ہے۔

بونیباکر نے جس کامیابی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیئے ہیں اس کا صحیح طور پر اندازہ کرنے کے لئے کتاب کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ یہاں قدرے تفصیل پیش کی جائے گی کہ قارئین کرام کے سامنے اس کارنامہ کا خاکہ آجائے۔ اور اس ایڈیشن کی اہمیت کسی حد تک ان پر واضح ہو جائے۔ علاوہ ازیں قدامہ

---

[1] ج ۳/ ۶۶۱ ج ۴/ ۳۶۳، ۵۳۲، ابن اصیبعہ ۲ ص ۲۱۱ [2] ص ۱۱۵ مطبوعہ استنبول ۱۲۸۷ھ [3] تحریر التحبیر (قلمی) ۴/ ظ [4] ایضاً: ۱۲۴/ ب (نسخۂ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ)

کی سوانح حیات و تالیفات سے متعلق بعض ایسی باتیں بھی درج ملیں گی جن سے تعرض کرنے کا موقعہ بونیباکر یا اس کے پیشیروں کو نہیں ملا۔

اس ایڈیشن کو عربی اور انگریزی کے دو حصوں میں منقسم سمجھنا چاہئیے۔ عربی حصہ میں آٹھ صفحوں کی تمہید، سعد الدین توفیق کے قلم سے ملتی ہے جو ریڈیو اسٹیشن نیدرلینڈ میں عربی پروگرام کے انچارج ہیں۔ یہ تمہید ایڈیٹر کے انگریزی مقدمہ کا خلاصہ ہے۔ تمہید کے بعد نو صفحوں میں مراجع و رموز کی فہرست ملتی ہے اس کے بعد متن کتاب ۴۲ صفحوں میں اختلافی و تقابلی تعلیقات اور تخریج ابیات کے ساتھ ہے۔ پھر تین صفحوں میں فنی اصطلاحات کی فہرست اور آٹھ صفحوں میں فہرست شواہد ملتی ہے۔ سات صفحے کتاب الموشح (المرزبانی)، الموازنہ بین ابی تمام والبحتری (الآمدی) سر الفصاحہ (الخفاجی) کتاب الصناعتین (العسکری) اور کتاب العمدہ (ابن رشیق) کے ان مقامات کی نشاندہی کے لئے وقف ہیں جہاں قدامہ یا نقد الشعر کے حوالہ سے کوئی بات درج کی گئی ہے۔ اخیر میں دو صفحے صحت نامہ کے ہیں اس طرح عربی حصہ کل ۸۰ صفحوں میں ہے۔ شعراء، ادباء اور دوسرے اشخاص و قبائل کی فہرست کی ضرورت بونیباکر نے محسوس نہیں کی حالانکہ مستشرقین یورپ اس کا خاص طور پر اہتمام کرتے ہیں۔ کم از کم فہرست شعراء کی سخت ضرورت تھی اس سے ان لوگوں کو بڑی سہولت ہو جاتی جن کو نقد الشعر کے ذخیرۂ شواہد سے رجوع کرنا ناگزیر ہو جاتا ہے یہ واضح رہے کہ اس کتاب کا ذخیرۂ شعری اس لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ نادر اشعار کا معتد بہ حصہ تنہا اسی کتاب کے ذریعہ محفوظ رہا ہے۔

انگریزی زبان کے حصہ میں فہرست مباحث و محتویات، دیباچہ اور فہرست رموز کل چھ صفحوں میں اس کے بعد اصل مقدمہ ۶۳ صفحات میں اور الحاقی تعلیقات (Notes + Additions) سات صفحوں میں ملتی ہیں اس طرح یہ حصہ ۷۸ صفحوں کو محیط ہے۔ مقدمہ جس میں ایڈیٹر نے اپنی تحقیق و مطالعہ کا خلاصہ پیش کیا ہے اس کے ذیلی عنوانات یہ ہیں:

(الف) قدامہ بن جعفر (سوانح کے مخصوص مسائل سے بحث

(ب) نقد الشعر کے مضامین کی تحلیل۔

(ج) ادبائے متقدمین سے قدامہ کا علمی رابطہ۔

(د) یونانی فلسفہ کا اثر نقد الشعر پر۔

(ہ) نقد الشعر کا اثر بعد کی تالیفات پر اور ان کا استعمال متن کتاب کی تصحیح میں

(و) نقد الشعر کے قلمی نسخوں کی نشاندہی اور موجودہ ایڈیشن کی تیاری میں طریق کار کی وضاحت۔

قدامہ کے تذکرہ نگار | قدامہ بن جعفر کے سلسلہ میں بونیباکر کو تازہ ترین تحقیقات سے رجوع کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ اس موضوع پر اس نے دو کتابوں کا ذکر کیا ہے ایک ڈاکٹر احمد مکی کی تھیسیس (Gudama - b. Gafar et son oeuvre) ہے جس میں قدامہ کے عہد میں عہدۂ کتابت کی تاریخ سے مفصل بحث کی گئی ہے اس کے سوانح حیات اور اسلاف کی شناخت پر بھی خاصی کوشش کی گئی ہے آخری باب میں نقد الشعر اور کتاب الخراج کے باقی ماندہ ابواب کی تحلیل ملتی ہے۔

دوسری ڈاکٹر بدوی طبانہ کی تھیسیس ۔ قدامۃ بن جعفر والنقد الادبی " ہے جس کو المکتبۃ الانجلو مصریۃ قاہرہ، نے ۱۳۷۳ھ میں شائع کیا ہے۔ ڈاکٹر طبانہ کی بابت بونیباکر کا بیان ہے کہ انھوں نے فن نقد کے بحث طلب مسائل کی تفصیل میں قدامہ کی فنی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے اور نقد الشعر کے مضامین کی قیمت واہمیت جتلانے اور عربی ادب کے انتقادی شعبہ میں اس کا مقام متعین کرنے کی خوب کوشش کی ہے۔ اس کتاب میں نقد الشعر مطبوعۂ الجوائب کی عبارتیں بہ کثرت نقل ہوئی ہیں لیکن قدامہ کے پیشرو اصحاب فن کے اقوال اور خود قدامہ سے بطور اخذ و رد تعرض کرنے والوں کی تالیفات سے یکسر صرف نظر کیا گیا ہے۔ البتہ اس کتاب میں یہ بات ضرور ہے کہ قدامہ کے تذکرہ نگاروں میں سے بہتیرے غیر معروف لوگوں کا حوالہ گیا ہے جن کی کتابوں سے قدامہ کے سوانح حیات پر روشنی پڑتی ہے۔ ڈاکٹر طبانہ کے استعمال کردہ ماخذوں کی جو فہرست بونیباکر نے درج کی ہے وہ بہر حال مفید ہے لہذا میں بھی اسے نقل کئے دیتا ہوں۔

۱- ابن الندیم (م ۳۸۵ھ اواخر) - کتاب الفہرست ص ۱۳۰ (فلوگل)

۲- ابو حیان التوحیدی (م ۴۰۰ھ یا ۴۱۴ھ) - کتاب الامتاع والموانسۃ (ج ا ص ۱۰۰ و ج ۲ ص ۱۴۵-۱۴۶)

۳ - ابن الجوزی (م ۵۹۷ھ) - المنتظم فی ملتقط الملتزم (ج ۲ ورق ۲۸۰، تصویر دار الکتب المصریہ شمارہ ۱۲۹۶ (تاریخ) ماخوذ از نسخۂ ایا صوفیا شمارہ ۳۰۹۶) - مطبوعہ حیدر آباد ج ۶، ص ۳۶۳ ۱۳۵۷ھ (بونیباکر)۔

(۴) - المطرزی - (م ۶۱۰ھ) - کتاب الایضاح (شرح مقامات حریری) نسخۂ دار الکتب المصریہ رقم ۴۹ ۲ (ادب)

۵ - یاقوت الرومی (م ۶۲۶ھ) ارشاد الاریب ج ۶، ص ۲۰۳ طبعہ مارگولیتھ)

۶ - الخلیل بن ایبک الصفدی (م ۷۶۴ھ) الوافی بالوفیات (ج ۷، ورق ۴، الف تصویر زیر شمارہ ۱۲۱۹۵ دار الکتب المصریہ - ماخذ نامعلوم - ایضاً تصویر مملوکہ (FONDASINECAETANI) ماخوذ از نسخۂ تیونس (ورق ۴۲)

۷ - اسمٰعیل بن عمر بن کثیر (م ۷۷۴ھ - البدایۃ والنہایۃ (ج ۱۱، ص ۲۰-۲۲۱ قاہرہ ۵۱ - ۱۳۵۸ھ)

۸ - الملک الافضل (م ۷۷۸ھ) العطایا السنیہ (ورق ۲۰۷ نسخۂ دار الکتب المصریہ رقم ۳۵۱ تاریخ)

۹ - بدر الدین العینی (م ۸۵۵ھ) عقد الجمان فی تاریخ اہل الزمان (قسم اول از جزء سادس عشر تصویر شمارہ ۱۵۸۴، تاریخ دار الکتب المصریہ - ورق ۶۸ ماخذ نامعلوم۔

۱۰ - ابن تغری بردی (م ۸۷۴ھ) النجوم الزاہرہ فی ملوک مصر والقاہرہ (ج ۲، ص ۳۲۳ طبعہ Juynboll.)

بونیباکر کا قول ہے کہ ان ماخذوں کی ورق گردانی کے باوجود انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے مضمون متعلقہ قدامہ بن جعفر پر کوئی غیر معمولی اضافہ نہیں ہوتا۔

جعفر بن قدامہ اس نے قدامہ کے والد جعفر کی شخصیت سے خاص طور پر بحث کی ہے۔ اور اس مسئلہ میں اپنی طرف سے کسی اضافہ کے بغیر دہ سلان (DESLANE) دخویہ (DEGOEJE) عبد الحمید العبادی اور

ع اس فہرست پر شریشی کا اضافہ ہونا چاہئے جس کا حوالہ میں نے بعد میں دیا ہے - ارشاد الاریب مطبوعہ دار المامون کا مصحح قدامہ کے ترجمہ کے لئے کتاب نزہۃ العیون کا حوالہ دیتا ہے (دیکھو معجم الادباء ج ۱۷، ص ۱۲ برہامش)

ڈاکٹر بدوی طبانہ کی تحقیقات کا خلاصہ پیش کر دیا ہے - ان محققین کے نزدیک مؤلف نقد الشعر قدامہ کا باپ جعفر بن قدامۃ بن زیاد تھا جس کا تذکرہ خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد (ج ۷/ ۲۰۵) میں ملتا ہے - جعفر کے عبد اللہ بن المعتز سے گہرے تعلقات تھے اور کتاب الاغانی کے مؤلف ابو الفرج الاصبہانی کو اس سے تلمذ تھا - کتاب الاغانی میں بہت سی روایتیں جعفر بن قدامۃ بن زیاد کے حوالہ سے درج ملتی ہیں علاوہ بریں اصبہانی جعفر کی بعض کتابوں[1] سے بھی روایات نقل کرنے کی تصریح کرتا ہے - یاقوت کی ارشاد الادیب[2] میں جعفر کا تذکرہ خطیب کی تاریخ سے منقول ہے البتہ یاقوت نے اس کے عربی اشعار کا نمونہ بھی پیش کیا ہے اور اس کی وفات ۳۱۹ھ میں بتائی ہے -

ان محققین کی تحقیق دراصل مطرزی شارح مقامات حریری کے بیان پر مبنی ہے مطرزی قدیم تر شخص ہے جس نے جعفر بن قدامۃ بن زیاد کو قدامہ مؤلف نقد الشعر کا باپ قرار دیتے ہوئے خطیب بغدادی کے الفاظ کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے اور نقد الشعر کی بابت مجہول صیغہ میں لکھا ہے کہ یہ کتاب قدامہ کے بجائے اس کے باپ جعفر بن قدامہ کی تالیف بھی بتائی گئی ہے[3] -

اس نظریہ کے مقبول ہونے میں دو باتیں مانع ہیں - اول یہ کہ قدامۃ بن جعفر کا سب سے قدیم تذکرہ نگار ابن الندیم اس کے باپ جعفر بن قدامہ کا شمار اہل علم میں نہیں کرتا اور اس کے الفاظ صریح ہیں کہ (انہ ممتن لا یفکر فیہ ولا علم عندہ[4]) حالانکہ خطیب بغدادی کا جعفر بن قدامہ طبقۂ علیاء کے علماء میں شمار کئے جانے کا مستحق ہے اور مطرزی کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اس کے ہم عہد فضلاء کے علم میں بھی قدامہ بن جعفر کا باپ بلند پایہ ادیب تھا جب ہی ان میں سے بعض نے نقد الشعر کو اس کی طرف منسوب کیا تھا - خود مطرزی ابن الندیم کے بیان پر دھیان نہیں دیتا اور جعفر بن قدامہ کے تعارف میں تاریخ بغداد سے رجوع کرتا ہے - دوسری بات قابلِ غور یہ ہے کہ یاقوت نے قدامہ بن جعفر کا ترجمہ ابن الندیم کی الفہرست سے نقل کیا ہے اور جعفر بن قدامہ کے تعارف و تذکرہ میں تاریخ بغداد سے اخذ کیا ہے اس سے ہمیں یاقوت

---

[1] الاغانی ج ۵/ ۱۲۸ [2] الارشاد ج ۲/ ۱۲ (گب میموریل) [3] المطرزی - کتاب الایضاح - ورق ۴۰ (عبد الحمید العبادی نقد النثر صہ ۳۴ حاشیہ ۲) [4] الفہرست صہ ۱۳۰ (لیبزگ)

کے متعلق معلوم ہوجاتا ہے کہ اس کے نزدیک قدامہ کے والد اور جعفر بن قدامہ بن زیاد کی دو علیحدہ شخصیتیں تھیں ورنہ جعفر کے سلسلہ میں ابن الندیم اور خطیب کے متناقض بیان پر اس کو ضرور اشتباہ ہوتا۔

ان موانع سے قطع نظر مذکورۂ بالا نظریہ کی صحت چند ایسی دلیلوں سے ثابت ہوتی ہے جو بقول بونیباکر مطرزی کے بیان سے زیادہ اہمیت رکھتی ہیں، جعفر بن قدامہ بن زیاد اور قدامہ بن جعفر دونوں کا عہدۂ کتابت سے تعلق، وزیر ابن الفرات کے خاندان سے دونوں کی وابستگی اور جعفر بن قدامہ و ابن خرداذبہ کی ہم عصری نیز قدامہ بن جعفر کا اپنی کتاب الخراج میں ابن خرداذبہ کے ماخذوں سے استفادہ کرنا یہ تمام یا مجموعی طور پر ثابت کرتی ہیں کہ قدامہ کا باپ جعفر بن قدامہ بن زیاد الکاتب تھا۔

استدراک | مطرزی کے بیان کی اہمیت کو کم کرنے کی کوئی وجہ راقم السطور کی سمجھ میں نہیں آتی۔ جب کہ یاقوت کے مقابلہ میں تنہا اسی کا بیان ملتا ہے جس سے ہم استناد کرسکتے ہیں۔ پھر جملہ قرائن جن کو بونیباکر بزعم خود حجت و دلیل (Arguments) قرار دیتا ہے ان کی تقویت اسی بیان سے ہوتی ہے بہرحال ان قرائن پر راقم الحروف کی طرف سے یہ اضافہ ہونا چاہئے کہ کتاب الاغانی کا مصنف جعفر بن قدامہ بن زیاد سے اخذِ روایت اور اس کی کتاب سے نقلِ مضامین تو کرتا ہی ہے اس کے ساتھ ہی قدامہ بن جعفر مؤلف نقد الشعر سے بھی کسی موقعہ پر اس نے استفادہ کیا ہو تو تعجب نہیں۔ سر الفصاحۃ کے ایک اقتباس سے واضح ہوگا کہ ابوالفرج قدامہ سے ابوالفرج اصفہانی کو اخذِ علم کا موقعہ ضرور ملا۔ باوجودیکہ سر الفصاحۃ بونیباکر کے پیش نظر رہی ہے اس کی عبارت ذیل پر بونیباکر نے غور نہیں کیا۔ عبارت کا تعلق ایک مشہور ادبی اصطلاح سے ہے۔

"وحکی[1] ابو علی محمد بن المظفر الحاتمی عن ابی الفرج علی بن الحسین الاصفہانی قال قلت لابی الحسن علی بن سلیمان الاخفش اجد قوماً یخالفون فی الطباق فطائفۃ تزعم وہی الاکثر انہ ذکر الشئ وطائفۃ تخالف فی ذلک وتقول ہو اشتراک المعنیین فی لفظ واحد۔ فقال من ہو الذی یقول ھذا؟ فقلت قدامۃ، فقال ھذا یا بُنیَّ ہو التجنیس ومن زعم انہ طباق فقد ادّعی خلافاً علی الخلیل

[1] سر الفصاحۃ للخفاجی: ص ۱۸۹

والاصمعی فاتفق الاخفش والآمدی علی مخالفة ابی الفرج (قدامة بن جعفر) فی التسمیة"

واقعہ کی صراحت سے ثابت ہے کہ قدامہ جس کی رائے اصفہانی، ابوالحسن الاخفش کی مجلس میں نقل کرتا ہے اس سے اصفہانی کو ضرور تعارف تھا قدامہ اور ابوالحسن الاخفش[1] (م ۳۱۵ھ) ہم طبقہ تھے اور اور ابوالعباس محمد بن یزید المبرد (م ۲۸۵ھ) و ابوالعباس احمد بن یحییٰ ثعلب (م ۲۹۱ھ) کے شاگرد تھے۔ غرض جعفر بن قدامہ بن زیاد اور قدامہ بن جعفر دونوں سے اصفہانی کے تعلق کی جو نوعیت ہے وہ اسی امر کی تائید کرتی ہے کہ ابوالفرج قدامہ کو جعفر بن قدامہ بن زیاد کا فرزند تسلیم کیا جائے۔ ابوالفرج اصفہانی کی ایک سند سے جعفر بن قدامہ کے ایک اور فرزند محمد کا علم ہوتا ہے۔ محمد بن جعفر بن قدامہ کی سند سے اس نے جعفر برمکی کے قتل کا واقعہ[2] درج کیا ہے۔ غالب گمان ہے کہ جعفر بن قدامہ کے بعد یا جب ضعفِ پیری کی وجہ سے جعفر بن قدامہ درس و املاء سے کنارہ کش ہوا تو اس کے شاگردوں نے اس کے باکمال لڑکوں سے استفادہ کا آغاز کیا۔

قدامہ بن زیاد قدامہ بن جعفر کے اسلاف کی شناخت میں جن مآخذوں کا خلاصہ بونیباکر نے پیش کیا ہے ان میں غالباً جعفر کے باپ قدامہ بن زیاد سے تعرض نہیں کیا گیا ہے۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے مضمون میں بروکلمان (C. BROCKELMANN) ابن الندیم، یاقوت اور دہ سلان وغیرہ کے مضامین کا خلاصہ درج کرتا ہے اور قدامہ کے باپ دادا کے متعلق اشارہ تک نہیں کرتا۔ ابن الندیم نے قدامہ کا نام و نسب یوں لکھا ہے۔ "قدامة بن جعفر بن قدامة" المطرزی جعفر کا باپ قدامة بن زیاد کو قرار دیتا ہے جو دراصل خطیب بغدادی کے بیان سے ماخوذ ہے۔ اس تقدیر پر کہ نقد الشعر کا مؤلف اسی جعفر بن قدامہ کا لڑکا ہے جس کا تذکرہ خطیب کی تاریخ میں ملتا ہے یہ حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ مؤلف نقد الشعر کو اپنے گھر میں بھی خالص علمی و ادبی ماحول میسر تھا اور گھر کی روایات ہی کے مطابق اس نے کتابت کا پیشہ اختیار کیا لیکن اس امر کی وضاحت بہرحال باقی رہ جاتی ہے

[1] نزہۃ الالباء: ص ۳۱۲ [2] الاغانی: ج ۶ / ص ۲۰۵

کہ جعفر بن قدامہ کس خاندان سے تھا اور اس کے باپ قدامہ بن زیاد کی کیا حیثیت تھی۔ اس بحث کا خیال میرے علم میں عبدالحمید العبادی کے سوا، قدامہ بن جعفر کے تذکرہ نگاروں میں سے کسی کو نہ آیا۔ خواہ عبدالحمید العبادی کو اس سلسلہ میں چنداں کامیابی نہ ہوئی ہو چنانچہ اس بحث کو چھیڑتے ہی ان الفاظ پر العبادی کو خاموش ہوجانا پڑا کہ "لفت نظری، زمیلی الاستاذ احمد امین الی قول الجاحظ فی کتاب الحیوان (ج ۵/ ۳۳) قال قدامۃ حکیم المشرق "۔ ولکنی لم اعثر علی نص یفید ان قدامۃ ھذا ھو جد المترجم"[1]۔ جاحظ کے اس جملہ میں جس قدامہ کا ذکر ہے اس کی شناخت کا مسئلہ اپنی جگہ مستقل ہے۔ سر دست قدامۃ بن زیاد کی شناخت کے سلسلہ میں قارئین کی توجہ محمد بن جریر طبری کی ایک عبارت کی طرف مبذول کرائی جاتی ہے عبارت کا تعلق ایتاخ الخزری کی گرفتاری کے واقعہ سے ہے جس کو متوکل علی اللہ عباسی کے اشارہ پر امیر اسحق بن ابراہیم نے ۲۳۵ھ میں مع اس کے مخصوص عملہ کے گرفتار کرلیا تھا۔ واقعہ کی تفصیل میں طبری کے یہ الفاظ ہیں کہ

"واُخرج[2] ایتاخ حین بلغ دار اسحق فادخل ناحیۃ منھا ثم قید فاثقل بالحدید فی عنقہ ورجلیہ ثم قدم بابنیہ منصور ومظفر وبکاتبیہ سلیمان بن[3] وھب وقدامۃ بن زیاد النصرانی بغداد وکان سلیمان علی اعمال السلطان وقدامۃ علی ضیاع ایتاخ خاصۃ فحبسوا ببغداد فاما سلیمان وقدامۃ فضربا فاسلم قدامۃ وحبس منصور ومظفر"۔

اس عبارت سے حسب ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(الف) ایتاخ کی جاگیروں کا نگراں یا اس کا پرائیوٹ سکریٹری ایک شخص قدامۃ بن زیاد النصرانی تھا۔

(ب) ایتاخ کے ساتھ اس کے عملے پکڑ لئے گئے ان میں قدامۃ بن زیاد بھی تھا جس کو جسمانی

---

[1] نقد النثر: ص ۳۳ حاشیہ ۲ [2] تاریخ الامم والملوک ج ۱۱ ص ۲۳ طبع اول مصر [3] سلیمان بن وہب کی وفات ۲۷۲ھ میں ہوئی۔ (دیکھو ابن خلکان: وفیات الاعیان رقم ۲۶۳ مصر ۱۹۴۸ء)

اذیت پہنچائی گئی۔

(ج) قدامہ بن زیاد النصرانی اسلام قبول کر لیتا ہے (وجہ غالباً یہ ہو گی کہ قید و بند سے رہائی مل جائے)

اب اگر مولف نقد الشعر کے دادا قدامہ کی بابت شناخت کی کوشش کی جائے تو ہمارے خیال میں ابن الندیم کا قدامہ (غیر منسوب) اور المطرزی کا قدامہ بن زیاد یا بہ لفظ دیگر خطیب کے جعفر بن قدامہ کا باپ قدامہ بن زیاد، قرین قیاس یہ ہے کہ وہی شخص ہے جس کو طبری ایر ایتاخ خرزی کا کاتب خاص قرار دیتا ہے۔ اگر خطیب جعفر بن قدامہ کے آبائی مذہب کی بابت کچھ اشارہ کر دیتے تو یہ مسئلہ زیادہ واضح ہو جاتا لیکن خطیب کی خاموشی کے لئے یہی کافی تھا کہ جعفر بذات خود بھی نصرانی نہ رہا ہو گا۔ ایک بڑی مشکل یہ پیش آتی ہے کہ عام طور پر یہ سب تذکرہ نگار قدامہ بن جعفر صاحب نقد الشعر کو نو مسلم قرار دیتے ہیں اور ان سب کا ماخذ تنہا ابن الندیم ہے جس کا بیان یہ ہے کہ نقد الشعر کے مولف نے مکتفی کے عہد میں اسلام قبول کیا تھا۔ اگرچہ ابن الندیم کے قدیم و صریح بیان کی تغلیط پر مجرد قرائن کی روشنی میں اصرار نہیں کیا جا سکتا تاہم اس کے بیان کو قطعی قرار دینے کی کوئی خاص وجہ نہیں ہے۔ جیسے جعفر بن قدامہ کے بارہ میں اس کا بیان صحت سے بعید معلوم ہوتا ہے اسی طرح قدامہ بن جعفر کا مکتفی کے عہد میں اسلام قبول کرنا اصل واقعہ نہیں معلوم ہوتا۔ اس لئے کہ وہ قرائن اپنی جگہ پر بہت ہی معقول اور وزنی ہیں جن کی بنیاد پر قدامہ بن جعفر کو خطیب کے جعفر بن قدامہ بن زیاد کا فرزند اور جعفر کو ایتاخ کے کاتب قدامہ بن زیاد النصرانی کا فرزند قرار دے سکتے ہیں۔ ان تینوں شخصیتوں کے باہمی تعلق کو ان قرائن کی روشنی میں سمجھ سکتے ہیں کہ ایتاخ کا کاتب قدامہ بن زیاد مذہباً نصرانی تھا۔ قدامہ بن جعفر بھی بالاتفاق نصرانی الاصل تھا۔ قدامہ بن زیاد عہدۂ کتابت پر سرفراز تھا۔ جعفر بن قدامہ بن زیاد بہ قول خطیب مشائخ کتاب میں سے تھا اور قدامہ بن جعفر کے لئے بھی کتابت طرۂ امتیاز تھی۔ پھر قدامہ بن زیاد النصرانی اور قدامہ بن جعفر کے درمیان جو تفاوت زمانی ہے وہ مناسب طور پر قدامہ بن جعفر کو قدامہ بن زیاد کاتب ایتاخ کا پسر زادہ قرار دینے کے لئے کافی ہے۔ قدامہ بن جعفر نے اپنے عہدہ اور علمی صلاحیت کے لحاظ

سے جو بلند درجہ حاصل کیا وہ اس امر کا غماز ہے کہ اس کی صلاحیتوں کے اُبھرنے میں خاندانی روایات کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔ ان قرائن کے نتیجہ میں مؤلف نقد الشعر کو قدامہ بن زیاد کا پسر زادہ تسلیم کر لینے کے بعد ناگزیر ماننا پڑے گا کہ قدامہ بن جعفر کا خاندان مکتفی (۲۸۹ھ - ۲۹۵ھ) کے عہد سے ۴۰ سال پہلے نصرانیت ترک کر کے اسلام قبول کر چکا تھا۔ اس کے بعد جعفر بن قدامہ بن زیاد کے متعلق جن لوگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ اس نے اسلام قبول نہیں کیا[1] تھا دور ہو جاتی ہے۔

خطیب بغدادی سے بدگمانی بونیباکر نے ڈاکٹر طبانہ کی تقلید میں اس سوال کو بڑی اہمیت دی ہے کہ خطیب کی تاریخ بغداد میں قدامہ بن جعفر کا تذکرہ کیوں درج نہیں ہے؟ یہ خیال نہیں کیا جا سکتا کہ تاریخ بغداد جن نسخوں کی مدد سے طبع ہوئی ہے ان میں سے قدامہ کا تذکرہ ساقط ہو گیا ہو یا بیاض رہ گیا ہو اس لئے کہ اگر واقعی یہ بات ہوتی تو ابن النجار کے لئے کوئی وجہ نہ تھی کہ ذیل تاریخ بغداد میں قدامہ کا تذکرہ درج کرتا جس کا حوالہ خلیل بن ایبک الصفدی الوافی بالوفیات میں دیتا ہے۔

ڈاکٹر طبانہ کی رائے میں خطیب نے غالباً قدامہ بن جعفر اور جعفر بن قدامہ کی مختلف شخصیتوں کو ایک سمجھ لیا اور اسی غلط فہمی کی بناء پر قدامہ بن جعفر کا ترجمہ تاریخ بغداد میں درج نہیں کیا۔ بونیباکر اس رائے سے اتفاق ظاہر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ باپ اور بیٹے جب دونوں ایک ہی عہدہ رکھتے اور ایک ہی خاندان کی خدمت سے وابستہ بھی تھے تو ایسی صورت میں اختلاط کا واقع ہو جانا عین ممکن ہے اس مفروضہ کی توثیق میں بونیباکر خطیب کے اس بیان کی یاد دہانی کرتا ہے کہ "جعفر بن قدامہ نے فن کتابت پر ایک کتاب[2] تالیف کی تھی"

میں نہیں سمجھ پایا کہ ڈاکٹر طبانہ اور بونیباکر کو اس سوال کو اہمیت دے کر اس سے بحث کرنے کی کیا ضرورت محسوس ہوئی۔ جب کہ خطیب کی تاریخ بغداد یا تراجم و تاریخ کے موضوع پر کسی کتاب کے بارے میں

---

[1] عبدالحمید العبادی اسی غلط فہمی میں مبتلا ہے (دیکھو نقد النثر: ص۲۳ و ص۲۴) [2] بونیباکر کے الفاظ یہ ہیں :-

The statement of al-Hatib al-Bagbladi that Gafar b. Quda-ma wrote a Book about the art of epistolography must there fore, be regarded with caution

اس کے ساتھ خطیب کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں: P.5

"ولہ مصنفات فی صنعۃ الکتابۃ وغیرھا" خطیب نے یہ صراحت نہیں کی ہے کہ کتابت کے موضوع پر جعفر کی ایک کتاب تھی یا ایک سے زائد۔

استقصار کا گمان کرنا حسنِ ظن سے زیادہ نہیں۔ پھر خطیب کے بیان سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اس نے جعفر بن قدامہ سے اسی شخص کو مراد لیا ہے جس کو ہم قدامہ بن جعفر کے نام سے جانتے ہیں، بہت عجیب ہے۔ علی الخصوص جب کہ ابوالفرج الاصبہانی کے حوالہ سے ہمیں یقین کرنا پڑتا ہے کہ جعفر بن قدامہ واقعی صاحبِ تصانیف تھا اس کے علاوہ فنِ کتابت کے موضوع پر قدامۃ بن جعفر پہلا شخص نہیں جس نے قلم اُٹھایا ہو۔ بہرنیا کرکو اس لاطائل بحث میں پڑنے کے بجائے مطرزی کے بیان کے اس جزو سے بحث کرنا چاہیے تھا کہ "وقیل انہ لوالدہ جعفر" یعنی بعض نقد الشعر کو قدامہ کے والد جعفر کی تالیف قرار دیتے ہیں۔ اس خیال کا منشا دراصل یہ ہے کہ جعفر اور قدامہ بن جعفر ایک جیسا ادبی مذاق رکھتے تھے اور ادب و کتابت پر جعفر کی بھی کتابیں تھیں۔ بعد میں جب اس کے لڑکے قدامہ نے تالیف کا سلسلہ شروع کیا تو بعض غیر محتاط قسم کے لوگوں نے نقد الشعر کو جعفر کی طرف منسوب کر دیا۔

قدامۃ بن جعفر کی تاریخ وفات قدامۃ بن زیاد کی بابت طبری کے بیان کے علاوہ ہمارے پیشِ نظر اور کوئی ماخذ نہیں ہے جس سے اس کی حالت پر روشنی پڑتی ہو۔ لہٰذا اس کی پیدائش اور وفات کی تاریخ متعین نہیں ہو سکتی۔ جعفر بن قدامہ کا حال کچھ ایسا ہی مبہم ہے۔ اس کی وفات حسب تصریح یاقوت ۹۱۳ء میں ہوئی۔ لیکن عبدالحمید العبادی ۳۱۰ھ میں جعفر کی وفات کا یقین رکھتا ہے[1]۔ اس موقع پر مکتبۂ اسکوریال کے فہرست نگار دربنورغ (DERENBOURG) سے سنگین غلطی یہ ہوئی ہے[2] کہ اس نے ۳۱۰ھ کو قدامۃ بن جعفر کی تاریخ وفات بتائی ہے۔ حالانکہ قدامۃ بن جعفر کی وفات یقیناً ۳۱۰ھ کے بہت بعد ہوئی ہے۔ ابن الجوزی اس کی وفات ۳۳۷ھ میں بتاتے ہیں۔ گویا بغداد پر آلِ بویہ کے تسلط کو اس وقت تک تقریباً تین برس کا عرصہ ہو چکا تھا۔ غالباً ابن الجوزی کے بیان ہی کے پیشِ نظر مقاماتِ حریری کے بعض شُرّاح قدامۃ بن جعفر کو وزراء آلِ بویہ کا کاتب قرار دیتے ہیں۔

یاقوت، ابن الجوزی کے بیان کو غیر مستند قرار دیتا ہے۔ اور بویہی دور تک قدامۃ بن جعفر کا زندہ رہنا تسلیم نہیں کرتا۔ اس کی بڑی وجہ یاقوت کے نزدیک یہ ہے کہ قدامہ کو ابن قتیبہ، المبرد، العسکری

---

[1] نقد النثر صفحہ ۳۵ [2] فہرست اسکوریال: ج ۱ نمبر ۲۴۲ - العبادی صفحہ ۳۵

اور ثعلب کا زمانہ ملا تھا۔ یاقوت نے قدامہ کی تاریخِ وفات نہیں بتائی ہے البتہ ۳۲۰ھ تک اس کے زندہ رہنے کے ثبوت میں ابوحیان التوحیدی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ۳۲۰ھ میں قدامہ نے اپنی کتاب الخراج وزیر علی بن عیسیٰ کی خدمت میں پیش کی تھی[۱]۔ اور وزیر ابن الفرات کے یہاں متی المنطقی اور ابوسعید السیرافی کے مناظرہ میں قدامہ بھی شریکِ مجلس تھا۔ غالباً یاقوت نے ابوحیان التوحیدی کی کتاب الامتاع و المؤانسۃ سے یہ تاریخ نقل کی ہے۔ لیکن اس کتاب میں جیسا کہ ڈاکٹر طبانہ کا بیان ہے مجلس مناظرہ کی تاریخ ایک جگہ ۳۲۶ھ بتائی گئی ہے[۲] اور دوسری جگہ توحیدی کا یہ بیان ملتا ہے کہ مناظرہ کے وقت مناظرہ کے ایک رکن ابوسعید السیرافی جو ۲۸۰ھ میں پیدا ہوا اس کی عمر ۴۰ سال کی تھی۔ اس بیان کی صحت پر مناظرہ کی تاریخ ۳۲۰ھ نکلتی ہے۔ توحیدی کے بیان میں اس اختلاف سے کم از کم ۳۲۰ھ تک قدامہ کا زندہ رہنا ثابت ہوجاتا ہے۔ پس یاقوت کا اسی توحیدی کی سند پر تنہا ۳۲۰ھ کی تاریخ کو مستند قرار دینا تعجب خیز ہے۔

عبدالحمید العبادی، یاقوت سے کھلا اختلاف رکھتا ہے۔ وہ ابن الجوزی اور مقامات کے مجہول شارح کے بیان کو محسوس کرتا ہے کہ ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں۔ اور ان دونوں کے بیان کو مطرزی کے بیان سے قوت پہنچتی ہے کہ "میرے گمان میں قدامہ نے مقتدر باللہ اور اس کے لڑکے الراضی باللہ کا عہد پایا تھا" (راضی: از ۳۲۲ھ - ۳۲۹ھ) ڈاکٹر طبانہ جس کا خلاصہ ہو بہو پیش کیا ہے العبادی سے قدرے مختلف پیرایہ میں لکھتا ہے کہ علماء کے جس طبقہ کا عہد حسب بیان یاقوت، قدامہ نے پایا تھا اس طبقہ میں ابن قتیبہ کی وفات سب سے پہلے ۲۷۶ھ میں ہوئی۔ فرض کیجئے کہ قدامہ نے ابن قتیبہ کو بھی دیکھا اور اس کو بویہی سلاطین کا عہد بھی ملا یا اس کی وفات ۳۳۷ھ میں ہوئی جیسا کہ ابن الجوزی کا بیان ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ابن قتیبہ کے بعد قدامہ ۶۱ سال تک زندہ رہا اگر یہ مان لیا جائے کہ قدامہ کو ابن قتیبہ سے درس لینے کا موقعہ بھی ملا اور اس وقت قدامہ کی عمر ۱۵ برس کی فرض کی جائے تو اس تقدیر پر قدامہ کی پیدائش کی تاریخ ۲۶۱ھ قرار پائے گی اور اس کی کل عمر ۷۶ سال کے قریب ہوگی جو بظاہر مستبعد نہیں۔

ع یہاں پر ڈاکٹر طبانہ سے تسامح ہوگیا ہے اس لئے کہ مذکورہ طبقہ میں سب سے پہلے سکری کی وفات ہوئی ۲۷۵ھ میں

[۱] دیکھو معجم الادباء ج ۸/ ۹۴ طبعہ دارالمامون) [۲] التوحیدی: کتاب الامتاع والمؤانسۃ (ج ۲/ ۸۵-۱۴۶) [۳] ایضاً: ص ۱۰۸ ج اول [۴] ایضاً: ج ۱/ ص ۱۲۹

بونیباکر کی تحقیق میں الصفدی نے ابن النجار کے حوالہ سے قدامہ کی وفات ۳۲۸ھ[1] میں بتاتی ہے۔ لیکن بتصریح العبادی کتاب الخراج کے قلمی نسخہ کے سرورق پر ۳۳۷ھ کی تاریخ درج ہے اور یہی تاریخ ذہبی[2] بتاتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ قدامہ کی تاریخ وفات کے سلسلہ میں کوئی قطعی اور صریح اطلاع محفوظ نہیں ہے۔ ابن النجار یا ابن الجوزی کی بتائی ہوئی تاریخیں ظاہری قرائن سے ماخوذ ہیں۔ ابن الجوزی (م ۵۹۷ھ) کو ابن النجار (م ۶۴۳ھ) پر جو تقدمِ زمانی حاصل ہے اس کی بناء پر میں ابن الجوزی کی نشان دادہ تاریخ کو مقدم سمجھتا ہوں۔ خاص طور پر قدامہ کے ہم طبقہ علماء میں سے بعض کے متعلق ۳۳۵ھ یا ۳۳۶ ہجری تک زندہ رہنا جب ثابت ہو تو ۳۳۷ھ تک قدامہ کا زندہ رہنا کچھ مستبعد نہیں۔ مثال کے طور پر ابو بکر محمد بن یحییٰ الصولی کا نام لیا جا سکتا ہے جو ابو العیناء المبرد اور ثعلب کا شاگرد ہے اور جس کی وفات ۳۳۵ھ یا ۳۳۶ھ میں بتائی جاتی ہے۔

قدامہ کی کتابیں | ابن الندیم، قدامہ کی مندرجہ ذیل تالیفات بتاتا ہے:

(۱) کتاب الخراج۔

(۲) کتاب نقد الشعر۔

(۳) کتاب صابون الغم۔

(۴) کتاب صرف الہم۔

(۵) کتاب جلاء الحزن۔

(۶) کتاب دریاق الفکر۔

(۷) کتاب السیاسہ۔

(۸) کتاب الرد علی ابن المعتز فیما عاب بہ ابا تمام

(۹) کتاب حشو حشاء الجلیس۔

---

[1] مقدمۂ نقد الشعر: ص ۶ حاشیہ ۲ [2] نقد النثر: ص ۳۱ (نوشتۂ عبد الحمید العبادی)

(۱۰) کتاب صناعۃ الجدل (۱۱) کتاب الرسالۃ الی ابی علی بن مقلۃ وتعرف بالنجم الثاقب (۱۲) کتاب نزہۃ القلوب فی زاد المسافر (۱۳) شرح السماع الطبیعی - طبیعیات ارسطو کے مقالۂ اولیٰ کی شرح - اس کا ذکر ابن الندیم نے تالیفات ارسطو کے ضمن میں کیا ہے - الفہرست صفحہ ۲۵۰) اور اسی کتاب کا نام قدرے ترمیم کے ساتھ القفطی کی مختصر تاریخ الحکماء میں ملتا ہے (صفحہ ۳۹) غالباً اسی کتاب کا ذکر حاجی خلیفہ بھی کرتا ہے (کشف الظنون ج ۳ / ۱۹ - ۶۲۰، فلوگل)

مسعودی ایک کتاب زہر الربیع فی الاخبار کا ذکر کرتا ہے[۱] - یاقوت کو اس کتاب سے واقفیت ہے عبدالحمید العبادی[۲] اسی کتاب کو غلطی سے زہر الریاض کا نام دیتا ہے - مطرزی کے ذریعہ کتاب الالفاظ کا نام معلوم ہوتا ہے یہی کتاب جواہر الالفاظ کے نام سے محمد محی الدین عبدالحمید کی تصحیح و تحقیق سے شائع ہوئی ہے - (قاہرہ ۱۳۵۱ھ) اس کتاب کے مقدمہ کی بابت بوئیبا کر تقریباً یقین رکھتا ہے کہ قدامہ بن جعفر ہی کے قلم سے ہے خواہ پوری کتاب کی نسبت قدامہ کی طرف معرض اشتباہ میں ہو۔

نقد النثر قدامہ کی تالیف نہیں ہے | کتاب نقد النثر جو ڈاکٹر طہٰ حسین اور عبدالحمید العبادی کی مشترک ادارت میں مطبوع ہوئی ہے (قاہرہ ۱۳۵۹ھ) قدامہ کی طرف اس کی نسبت کے بارہ میں ڈاکٹر طہٰ حسین اور عبدالحمید العبادی کے خیالات جداگانہ ہیں - ڈاکٹر طہٰ حسین اس کو قدامہ کے بجائے کسی شیعی ادیب کی تالیف قرار دیتے ہیں، لیکن اس مسئلہ سے مزید تعرض کرنا غیر ضروری سمجھ کر اس کی تحقیق کی بابت عبدالحمید العبادی کے نوشتہ کی طرف توجہ دلانے پر اکتفا کرتے ہیں[۳] العبادی اس کتاب کی داخلی شہادتوں کی بناء پر قدامہ کی طرف اس کی نسبت صحیح سمجھتے ہیں اور نقد الشعر و نقد النثر کے مضامین کی ہم آہنگی پر مفصل بحث کرتے ہیں ۱۹۴۹ء میں ڈاکٹر علی حسن عبدالقادر نے ایک مخطوطہ کا انکشاف کیا تھا جس کا نام کتاب البرہان فی وجوہ البیان ہے - یہ مخطوطہ (CHESTER BEATTY COLLECTION)، ڈبلن (DUBLIN) میں محفوظ ہے اور دراصل کتاب نقد النثر کا کامل نسخہ ہے اس مخطوطہ پر مؤلف کا نام قدامہ بتایا گیا ہے لیکن ڈاکٹر علی حسن عبدالقادر نے قطعی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ یہ قدامہ کی تالیف نہیں بلکہ ابوالحسین اسحق بن ابراہیم بن وہب الکاتب کی کتاب ہے جس کی بابت کچھ پتہ نہیں چلتا البتہ یہ یقین ہے کہ ۳۳۵ھ کے بعد یہ کتاب لکھی گئی اس نسخہ کی رو سے مطبوعہ نقد النثر کا نسخہ بے حد ناقص قرار پاتا ہے اور اس میں اصل کتاب کی دو تہائی سرے سے موجود نہیں (مجلۃ المجمع العلمی ۱۹۴۹ء) بوئیبا کر ڈاکٹر علی حسن عبدالقادر کی تحقیق کا خلاصہ پیش کرتے ہی نقد الشعر اور البرہان فی وجوہ البیان (مطبوعہ نقد النثر) کے مماثل مضامین سے بحث کا آغاز کرتا ہے۔

---

[۱] مروج الذہب ج ۱ ص ۱۳ (یورپ) [۲] نقد النثر: صفحہ ۱۳ [۳] نقد النثر: (تمہید فی بیان العربی: صفحہ ۲ و صفحہ ۳۴)